سوال

مرد اور عورت کی نماز میں فرق اور انوار خورشید دیوبندی

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

"حدیث اور اہل حدیث "نامی کتاب میں بارہ روایات لکھ کر یہ دعوی کیا گیا ہے کہ "عورت اور مرد کی نماز ایک جیسی نہیں بلکہ دونوں میں فرق ہے" (ص479تا ص483)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

"حدیث اور اہل حدیث "نامی دیوبندی کتاب کی روایات مذکورہ پر علی الترتیب تبصرہ درج ذیل ہے :

1) عن وائل بن حجر۔۔۔۔ (معجم طبرانی کبیر ج22ص18)

- اس روایت کی بنیاد راویہ "ام یحیی بنت عبدالجبار" کے بارے میں حافظ ہیثمیؒ فرماتے ہیں :

"ولم اعرفہا"اور میں نے اسے نہیں پہچانا۔ (مجمع الزوائد ج2ص103وج ص374)

ماسٹر امین اوکاڑی دیوبندی نے لکھا ہے کہ "ام یحیی مجہولہ ہیں" (مجموعہ رسائل ج1ص342طبع اول)

مجہول کی روایت ضعیف ہوتی ہے کہ جیسا کہ اصول حدیث میں مقرر ہے۔

2۔ عن عبدربہ بن سلیمان بن عمیر قال : رایت ام الدرداء ترفع یدیھا فی الصلوة حذوا منکبیھا (جزء رفع یدین للبخاری ص7)

*اس روایت سے مصنف ومفرق کا مدعا پورا نہیں ہوتا کیونکہ کندھوں اور کانوں تک دونوں طرح رفع یدین کرنا صحیح ہے اور سنت سے ثابت ہے۔ دوسرے یہ کہ اسی روایت میں رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع یدین بھی موجود ہے۔ (دیکھئے جزء رفع یدین حدیث : 25)

یہاں بطور فائدہ عرض ہے کہ ام الدرداء رضی اللہ عنہ نماز میں مردوں کی طرح بیٹھتی تھیں اور وہ فقیہ تھیں۔ کانت ام الدرداء تجلس فی صلاتہا جلسة الرجل وکانت فقیھة

(صحیح بخاری کتاب الصلوة باب سنة الجلوس فی التشہد قبل حدیث 827التاریخ الصغیر للبخاری ج1ص223تغلیق التعلیق لابن حجر ج2ص329)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ نماز پڑھنے میں مرد اور عورت کی نماز میں فرق کرتے ہیں وہ فقیہ نہیں ہیں۔

3۔ عن ابن جریج قال: قلت لعطاء ____ (مصنف ابن ابی شیبہ ج 1 ص 239)

*یہ کوئی حدیث نہیں ہے بلکہ عطاء بن ابی رباح کا قول ہے۔ اس قول کے آخر میں عطا فرماتے ہیں: "وان ترکت ذلک فلا حرج" اور اگر عورت ایسا کرنا ترک کردے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

یعنی عطاؒ کے نزدیک عورت اگر مردوں کی طرح رفع الیدین کرے تو بھی صحیح ہے۔ چونکہ یہ قول "حدیث اور اہل حدیث" کے مصنف کے خلاف تھا لہذا اس نے خیانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے چھپا لیا ہے۔

1) عن یزید بن ابی حبیب انہ صلی اللہ علیہ وسلم مر علی امراتین (مراسیل ابی داود س ص، السنن الکبری للبیہقی ج 2 ص 223)

- اس روایت کے بارے میں امام بیہقی کہتے ہیں کہ "حدیث منقطع" یعنی یہ روایت منقطع ہے۔ امام طحاوی نے شرح معانی الآثار (ج 2 ص 164۔ دوسرا نسخہ ج 3 ص 253)

"باب الرجل فی دار الحرب وعندہ الثر من اربع نسوۃ" کے تحت لکھا ہے کہ "وخالفہم من ذلک آخرون ____ وممن ذہب الی ہذہ القول ابو حنفیۃ وابو یوسف رحمۃ اللہ علیہما وکان من الحجۃ لہم فی ذلک ان ہذا الحدیث منقطع" یعنی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث کو حجت نہیں سمجھتے تھے۔ امام طحاوی لکھتے ہیں کہ حدیثا مقطعا لا یثبتہ اہل الخبر لانہم لا یحتجون با لمنقطع "(ج 1 ص 175، دوسرا نسخہ 1/104) یعنی (تمام) اہل خبر (اہل حدیث) منقطع حدیث کو حجت نہیں سمجھتے تھے، نیز دیکھئے شرح معانی الآثار (ج 1 ص 19، 57۔ ج 2 ص 324، 281، 280، 459، 183، 130۔ 470، نسخہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

5َ) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ عنہ مرفوعا:

اذا جلست المراۃ فی الصلوۃ ____ الخ (کنز العمال ج ۷ ص ۵۴۹)

*کنز العمال حدیث: 20202 حوالہ مذکورہ کے بعد لکھا ہوا ہے کہ عدق وضعفہ / ابن عمر یعنی اسے ابن عدی کی کتاب الکامل فی ضعفاء الرجال (ج 2 ص 631) اور السنن الکبری للبیہقی (ج 2 ص 223) میں یہ روایت ابو مطیع الحکم بن عبد اللہ البلی کی سند سے موجود ہے۔

ابو مطیع جہمی متروک تھا۔ اس پر جرح کے لیے دیکھئے میزان الاعتدال (ج 1 ص 574) بعض لکھتے ہیں کہ وہ "صالح مرج" تھا۔

لیکن ابو حاتم رازی سے روایت ہے: "کان مرجنا کذابا" یعنی وہ مرجئ اور (نیک ہونے کے باوجود) جھوٹا تھا۔ (لسان المیزان ج 2 ص 408)

6) عن ابی اسحاق عن الحارث عن علی ____ (مصنف ابن ابی شیبہ ج 1 ص 279، السنن الکبری للبیہقی ج 2 ص 222)

*یہ سند ضعیف ہے۔ الحارث الاعور ضعیف رافضی تھا۔ بعض علماء نے اسے کذاب بھی قرار دیا ہے، اس تفصیل کے لیے تہذیب التہذیب وغیرہ کتب رجال کا مطالعہ کریں۔

ابو اسحاق السبیعی مدلس تھے۔ عن سے روایت کر رہے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ یہ قول سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہی نہین "

وان روایتہ عن التابعین۔" اور ان کی روایت صرف تابعین سے ہے۔ (تہذیب التہذیب ج 1 ص 432)

معلوم ہوا کہ عبداللہ بن حارث بن جزء رحمہ اللہ سے بہت پہلے فوت ہونے والے ابن عباس (متوفی 67ھ) سے بھی بکیر کا سماع ثابت نہیں ہے لہذا یہ سند منقطع ہے۔

8) عن ابراہیم ۔۔۔۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج1ص270 و بیہقی ج2ص222)

*ابرعاہیم نخعی کے اس قول کی سند میں مغیرہ (بن مقسم) راوی مدلس ہیں اور عن سے روایت کر رہے ہیں۔ دیوبندیوں کی مستند کتاب "آثار السنن" حدیث :353 کے حاشیہ :125ص97 پر لکھا ہوا ہے کہ "قلت عنعنۃ المدلس کا تحتج بہا لمظنۃ التدلیس" یعنی میں (نیموی) کہتا ہوں کہ مدلس کے عن سے حجت نہیں پکڑی جا سکتی کونکہ تدلیس کا گمان ہے۔

9) عن مجاہد۔۔۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج1ص270)

*اس کا راوی لیث بن ابی سلیم جمہور کے نزدیک ضعیف اور مدلس تھا۔ حافظ ابن حجر کا یہ فیصلہ ہے کہ وہ اختلاط کی وجہ سے متروک ہوگیا تھا۔ دیکھئے تہذیب التہذیب و آثار السنن حاشیہ تحت حدیث :210 اس کے باوجود نیموی صاحب نے لیث کی ایک رویت کو "واسنادہ صحیح" لکھ دیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ رجعون

10) عن ابن عمر انہ سئل ۔۔۔۔ (جامع المسانید ج1ص400)

*اس کا بنیادی راوی ابو محمد الحارثی (عبداللہ بن محمد بن یعقوب) کذاب ہے۔ دیکھئے میزان الاعتدال ولسان المیزان، باقی راوی قبیصہ الطہری، زکریا بن یحیی النیسا بوی، عبداللہ بن احمد بن خالد الرازی، زر بن نجیح وغیرہم ب مجہول ہیں۔ جنہیں حارثی کے گھڑ لیا تھا۔ دوسری سند میں بھی قاضی عمر بن حسن الاشنانی مجروح اور علی بن محمد البزار، احمد بن محمد بن خالد اور زر بن نجیح سب مجہول ہیں۔ ابن خسرو معتزلی نے بھی اسے اشنانی کی سند سے ہی روایت کیا ہے لہذا خلاصہ یہ ہے کہ یہ روایت موضوع ہے۔

١١) عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ((التسبیح للرجال والتصفیق للنساء)) یعنی نبی ﷺ نے فرمایا: تسبیح مردوں کے لیے ہے اور تصبیق (ایک ہاتھ کی پشت پر دوسرے ہاتھ کی پشت مارنا) عورتوں کے لیے۔

(صحیح بخاری ج1ص160، ح1203 صحیح مسلم ج1ص180۔ ح422، ترمذی ج1ص85ح369)

- یہ حدیث بالکل صحیح ہے مگر تسبیح و تصفیق کے فرق سے یہ قطعا ثابت نہیں ہوتا کہ مردوں اور عورتوں کے نماز پڑھنے میں بھی فرق ہے۔

12) عن عائشہ قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: (لا تقبل صلوۃ الحائض الا بخمار) یعنی بالغہ عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر قبول نہیں ہوتی،

(ترمذی ج1ص86ح377، ابوداؤد ج1ص94ح641)

- یہ حدیث بھی صحیح ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی نماز ننگے سر نہیں ہوتی مگر مرد کی نماز ننگے سر ہو جاتی ہے۔ پردے میں فرق سے یہ مسئلہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا ہے کہ عورت دوسرے طریقے سے نماز پڑے گی اور مرد دود طریقے سے۔

رسول اللہ ﷺ تمام انسانوں کے لیے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں، چاہے مرد ہوں یا عورتیں۔ لہذا جس طرح رسول اللہ ﷺ نے نمازیں پڑھیں گی۔ الا یہ کہ کسی خاص مسئلے میں صحیح دلیل سے فرق و تخصیص ثابت ہو جائے۔ دوپٹا اور تصفیق کے بارے میں فرق تو حدیث سے ثابت ہے مگر نماز کے طریقے میں فرق یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ اب آپ خود فیصلہ کریں کہ "حدیث اہل حدیث" جیسی کتابوں سے صحیح العقیدہ لوگوں کو کیوں کر کتاب و سنت سے ہٹایا جا سکتا ہے؟ اس موضوع پر تفصیلی معلومات کرنے کے لیے میری کتاب "علمی مقالات" (جلد اول) کا مطالعہ کریں جو یقینا تشفی کا باعث بنے گا (ان شاء اللہ)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ علمیہ (توضیح الاحکام)

ج1ص396

محدث فتویٰ